غلام احمد قادیانی

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی انچارج عرفانی

قیمت سالانہ ... [illegible]

جماعت احمدیہ کا مسلمہ ارگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

جلد ۱۲ — نمبر ۶۱ — مورخہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء یوم پنجشنبہ مطابق ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ

مدینۃ المسیح

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ حضور نمازوں میں تشریف لاتے ہیں۔ خاندان نبوت اور خلافت اولیٰ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت ہے۔

کارکنان جلسہ سالانہ بڑی سرگرمی اور تن دہی سے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔

احباب خاص تعداد میں باہر سے تشریف لے آئے ہیں۔ جنکی وجہ سے احمدیہ بازار اور مساجد میں کافی چہل پہل نظر آتی ہے اور مہمانوں کی آمد کی تعداد روزانہ بڑھ رہی ہے امید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ لوگ آئیں گے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جو حضرت صاحب کے دوران میں جناب خان صاحب ذوالفقار علی خان کی جگہ ناظر امور عامہ مقرر [illegible]

[حاشیہ:] [illegible] خان صاحب کی تشریف آوری پر [illegible]

پروگرام جلسہ سالانہ بابت سنہ ۱۹۲۴ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء بروز جمعہ

اجلاس اول

(زیر صدارت جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب)

وقت	مضمون	مقرر
۸ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت نظم	
۹½ " ۱۰½ "	ویدک دھرم اور اسلام	جناب میر قاسم علی صاحب
۱۰½ " ۱۱ "	رپورٹ صدر انجمن احمدیہ	سیکرٹری صاحب
۱۱ " ۱۲ "	مغربی افریقہ کی حالت اور ہمارا میدان عمل اور ہماری ذمہ داری	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر

نماز جمعہ و عصر ۱۲ بجے سے ۳ بجے تک

اجلاس دوم

(زیر صدارت خان صاحب فرزند علی خان صاحب)

وقت	مضمون	مقرر
۳ بجے سے ۴ بجے تک	بہائی ازم	جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری
۴ بجے سے ۵ بجے تک	وفات مسیح	حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

دوسرا دن ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء بروز ہفتہ

اجلاس اول

(زیر صدارت جناب [illegible] صاحب)

وقت	مضمون	مقرر
۸ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۹½ " ۱۰½ "	اسلامی شریعت موجودہ زمانہ اور ہر ایک ملک کے لئے موزون ہے	جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء
۱۰½ " ۱۱½ "	ذکر حبیب	حضرت مفتی محمد صادق صاحب
۱۱½ " ۱۲ "	رپورٹ صیغہ ہائے نظارت	
۱۲ " ۱ "	غیر مسلم اقوام ہند میں تبلیغ اسلام	چودھری فتح محمد صاحب ایم اے

نماز ظہر و عصر ۱ بجے سے ۲½ بجے تک

اجلاس دوم

۲½ بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شروع ہوگی

تیسرا دن ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء اتوار

اجلاس اول

زیر صدارت چودہری ظفر اللہ خان صاحب

۹ بجے سے ۹½ بجے تک — تلاوت و نظم

۹½ سے ۱۰½ — حضرت مسیح موعود کی بعض پیشگوئیاں جو حال میں پوری ہوئیں — جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

۱۰½ سے ۱۱½ — صداقت مسیح موعود علیہ السلام — جناب حافظ روشن علی صاحب

۱۱½ سے ۱ — رپورٹ بیت المال و اپیل چندہ — ناظر صاحب بیت المال

نماز ظہر و عصر ۱ بجے سے ۲½ بجے تک

دوسرا اجلاس

۲½ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر شروع ہوگی

(نوٹ) مولوی عبد الرحیم صاحب نیر magic lantern کے ذریعہ سے کسی رات کے وقت ہائی سکول ہال میں تبلیغ مغربی افریقہ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر بلاد غربیہ کے مختلف مناظر دکھائیں گے۔

خاکسار

چودہری فتح محمد ایم اے ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

پروگرام جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ بابت ۱۹۲۴ء

(زیر نگرانی لجنہ اماء اللہ)

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۴ء بروز جمعہ

پہلا اجلاس

زیر صدارت والدہ محترمہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک — تلاوت و نظم

۱۱ سے ۱۲ — ذکر حبیب — حضرت مفتی محمد صادق صاحب

نماز جمعہ و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

۲ بجے سے ۴ بجے تک — وفات مسیح — حضرت حافظ روشن علی صاحب

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۴ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس

زیر صدارت اہلیہ صاحبہ سید محمد اسحٰق صاحب

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک — تلاوت و نظم

۱۱ سے ۱۲ — حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں — مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

۱۲ سے ۱ — حقوق برادری و ہمسائیگی — مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت والدہ محترمہ مرزا مظفر احمد صاحب

۲ بجے سے ۳ بجے تک — وعظ — حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی

۳ سے ۴ — اخلاق فاضلہ — اہلیہ صاحبہ میر محمد اسحٰق صاحب

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۴ء بروز اتوار

پہلا اجلاس

۱۰½ بجے سے ۱۱ بجے تک — تلاوت و نظم

۱۱ بجے سے — تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

اجلاس دوم

زیر صدارت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

۲ بجے سے ۲½ بجے تک۔ رپورٹ لجنہ اماء اللہ و دعائے مغفرت برائے امۃ الحی صاحبہ رضی اللہ عنہا

۲½ سے ۳½ — تقریر اراکین لجنہ اماء اللہ و آئندہ سال کام کرنے کے لئے تحریک و ہدایات

ضروری نوٹ: (۱) تمام احباب اپنے اپنے اہل بیت کو مندرجہ ذیل ضروری ہدایات دیکر ان سے ان کی پابندی کرائیں۔

(۲) پابندی کے ساتھ جلسہ میں شریک ہوں اور بغیر مردانہ ساتھ کے مقبرہ بہشتی یا کسی دوسری جگہ نہ جائیں۔

(۳) اطلاع ملنے پر کہ ان کے لئے جلسہ گاہ میں راستہ خالی ہوگیا ہے، فوراً جلسہ گاہ کو روانہ ہو جائیں۔

(۴) نماز ظہر و عصر جلسہ گاہ میں جمع کر کے ادا کریں۔ اور کسی معمولی عذر کی وجہ سے جلسہ گاہ کو نہ چھوڑیں۔

اطلاع۔ جلسہ شیخ یعقوب علی صاحب کے مکان میں ہوگا۔

فتح محمد سیال ایم اے۔ ناظر صیغہ دعوت و تبلیغ قادیان

جلسہ پر آنیوالے احباب نوٹ فرمالیں

جن اصحاب کی قیمت الفضل ماہ دسمبر یا جنوری میں ختم ہوتی ہے بوجہ جلسہ سالانہ ان کے نام جلد وی پی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اپنے ذمے کی قیمتیں دستی الفضل کے دفتر میں داخل فرمادیں۔ یا کسی کے ہاتھ بھجوادیں۔

(۲) ۱۹۲۵ء کی قیمت بحساب آٹھ روپیہ سالانہ دستی ادا فرمائیں تو وی پی کے مہر زائد نہ پڑینگے۔ اور ہمیں بھی آرام رہے گا۔

(۳) ایام جلسہ میں دفتر نماز فجر کے بعد سے لیکر (سوائے اوقات جلسہ) رات کے دس بجے تک کھلا رہے گا

(۴) اردو ریویو آف ریلیجنز کی قیمتیں جو بقایا ہیں بابت ۱۹۲۵ء و بقایا ۱۹۲۴ء داخل کرنے کے لئے بھی الفضل ہی کے دفتر میں آنا چاہیئے۔ [illegible] دونو دفتر اکٹھے ہیں۔

(۵) تمام [illegible] میں جو اس سال مختلف حضرات نے چھپوائی ہیں اس دفتر میں خریداروں کی سہولت کے لئے جمع رکھی جائینگی۔

(۶) اس موقعہ پر احباب الفضل و ریویو کی توسیع اشاعت کے لئے خاص کوشش فرمادیں۔ اور ہر صاحب کم از کم ایک خریدار لائے۔

منیجر الفضل و ریویو

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

جماعت احمدیہ کا سالانہ [illegible]

جیسا کہ اس سے قبل اخبارات میں اعلان ہو چکا ہے [جماعت] احمدیہ کا سالانہ جلسہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو قادیان میں منعقد ہوگا۔ تمام احمدی احباب کو چاہیئے کہ سوائے کسی نہایت اشد مجبوری کے جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لاویں۔ اور جو اصحاب غیر احمدیوں اور غیر مبایعین بلکہ دیگر مذاہب کے متبعین میں سے ان کے زیر اثر ہوں۔ ان کو بھی اپنے ساتھ قادیان لانے کی پوری کوشش کریں

انشاء اللہ تعالیٰ حسب دستور سابق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی جلسہ کے موقعہ پر تقریر فرماوینگے۔ اور ممکن ہے آپ اپنی تقریر میں اُن خیالات کا بھی اظہار فرمادیں۔ جو آپ نے اپنے جدید سفر یورپ میں مغرب میں تبلیغ اسلام کے متعلق قائم فرمائے۔ اس جہت سے یہ جلسہ گویا اپنے اندر ایک خصوصیت رکھیگا

پس ضروری ہے کہ احمدی احباب نہ صرف خود اس موقعہ پر کثرت کے ساتھ شامل ہوں۔ بلکہ دوسروں کو بھی شامل کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت صاحب کے علاوہ دوسرے اصحاب مثلاً ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ایم اے ایس (؟) سابق مبلغ انگلستان و امریکہ۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر سابق مبلغ مغربی افریقہ و انگلستان۔ چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور (جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے گذشتہ سفر میں آپ کے ایک سکرٹری کا کام سرانجام دیا) شیخ عبد الرحمان صاحب مصری سابق متعلم جامع ازہر مصر۔ جو سفر انگلستان میں حضرت کے ہمراہ تھے۔ اور حافظ صوفی روشن علی صاحب جن کا مضمون تصوف پر لنڈن کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا۔ اور بہت پسند کیا گیا۔ مختلف مضامین پر تقریریں فرمائینگے۔

اس اشتہار کے مضمون کو جہاں تک ممکن ہو۔ جلد سے جلد دوسرے شائقین تک پہنچا دیا جائے۔

الداعیان (مولوی) شیر علی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۴ء

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

کامیابی کا واحد ذریعہ

ہر عزت اور عظمت ہر ترقی اور کمال کے حصول کا صرف ایک ہی واحد ذریعہ ہے۔ جس کے بغیر نہ کوئی عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ نہ عظمت نہ کوئی شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ بزرگی نہ کوئی ترقی حاصل ہو سکتی ہے نہ کمال وہ ذریعہ انفاق ہے کسی باکمال کو اور چاہیے کسی صاحب ہنر کو دیکھ لو اس کے کمال اور ترقی کا بنیادی پتھر یہی انفاق ہی ہو گا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ پیشے والے سے لیکر اعلےٰ سے اعلےٰ پیشہ ور تک۔۔ ۔۔ جب تک کہ وہ پہلے اپنی گرہ سے اپنی ضروریات پیشہ کے لئے کچھ خرچ نہیں کرتے۔ وہ اپنے مقصد کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ ایک حجام اگر ابتداءً اُسترے قینچی کے لئے کچھ خرچ نہیں کرتا۔ تو وہ کسی نفع کا امیدوار نہیں ہو سکتا۔ ایک زمیندار اگر ابتداءً اپنے گھر کے صاف ستھرے دانے خاک میں نہیں ملاتا۔ تو وہ وقت پر اپنے گھر کو غلہ سے نہیں بھر سکتا۔ ایک تاجر اگر پہلے اپنی دوکان میں کچھ سرمایہ جمع نہیں کرتا۔ وہ کسی ترقی اور کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ ایک عالم اگر اپنے دماغ کو اپنے اوقات کو خرچ نہ کرتا۔ اپنی راحت اور اپنے آرام کو علم کے لئے قربان نہ کرتا۔ تو وہ اس نعمت سے کبھی مالامال نہ ہو سکتا۔ پس جب دنیا کی ترقیات اور اس کے کمالات کا یہ حال ہے۔ کہ انسان بغیر ذریعہ انفاق اور ترک راحت و آرایش کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔

اعلیٰ مقصد کے لئے اعلیٰ قربانی کی ضرورت

تو کیا وہ شخص جو اتنا عظیم الشان اپنا مقصد اور مدعا قرار دیتا ہے کہ وہ خدا کے دو جہان اور مالک زمین و آسمان کو پانا چاہتا اور اس کا قرب اور وصل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ بھلا اتنے بڑے اعلیٰ مقصد میں وہ بغیر ذریعہ انفاق کے کامیاب اور بامراد ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ جتنا بڑا اس کا مقصد ہے۔ اتنی ہی بڑی اس کو قربانی کرنی پڑیگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- انفقوا خیرا لانفسکم ومن یوق شح نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون کہ نفس تمہارا تم کو حقیقی خیر سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے ایسے دھوکے میں نہ آؤ۔ اور خرچ کرو۔ یہی ذریعہ تمہاری کامیابی کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاءؓ نے بھی ہم سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد اسی لئے لیا۔ کہ خدایابی اور وصال الٰہی کے اعلےٰ ترین مقصد کے لئے ہمیں دنیا کے تمام مال اور املاک راحت و آرام کو قربان کرنا پڑیگا۔ اور مرنے سے پہلے اپنے اوپر ایک موت وارد کر کے تب وصال الٰہی کی حقیقی زندگی اور ابدی راحت ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ پس جب تک ہم شربنا من کؤس الموت کاسا۔ و متنا قبل ان نزل القضاءُ کے مصداق نہ ہو جائیں۔ نہ عہد بیعت سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ نہ خدا تعالیٰ کا وصال اور اس کا دیدار ہمیں میسر آ سکتا ہے۔ ایک دنیادار خواہ وہ تاجر ہے یا پیشہ ور دنیا کے حصول کے لئے اتنی محنت برداشت کرتا ہے کہ اپنے خون کو پانی کر دیتا ہے۔ اس کا رات دن اسی دھن اور اسی فکر میں گذر جاتا ہے مگر کیسے تعجب کی بات ہے کہ جب خدائے یگانہ کے وصل اور قرب کا سوال آتا ہے تو جھٹ وہ کہدیتا ہے کہ ہاتھوں پر سرسوں اُگا کر دکھا دو۔

پہلوں کا اُسوہ حسنہ

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ اس راحت کل خدا اور اس کے وصال کے حقیقی جنت کو یونہی پالو گے۔ حالانکہ پہلے کامیاب لوگوں کی نظیریں تمہارے سامنے ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے تمام آراموں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اتنے دُکھ اور مصائب اُٹھائے کہ حضرت مسیح جیسا رسول بھی اور اس پر ایمان لانے والے حواری پکار اُٹھے۔ کہ کب خدا کی نصرت آئیگی۔ پس جب تک تم بھی اسی رنگ کا ایثار اور قربانی نہ دکھلاؤ۔ اس کا قرب اور وصل تم کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس ہر ایک احمدی جس نے اس عظیم الشان مقصد کے لئے قدم اُٹھایا ہے۔ اس کو ہر ایک قسم کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

ہماری تمام خدمت اور خدا کی ذرہ نوازی

اگر ہم اپنا ذرہ ذرہ بھی اس کی راہ میں خرچ کر ڈالیں۔ تو پھر بھی ہماری کوئی خوبی نہیں ہوگی۔ بلکہ اسی کا احسان ہوگا۔ کہ وہ ذرہ نوازی کر کے ہمیں بھی اپنے وصل کی جنت اور ابدی راحت کا وارث بنائے۔

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پس اے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بروز کی جماعت اور اے آخرین منھم کے مصداقو! تم اپنے عمل سے بھی صحابہ میں شامل ہو کر دکھاؤ۔ جس طرح انہوں نے ضروریات اسلام کو محسوس کیا۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اسی طرح تم بھی ضروریات سلسلہ کو جو عروج اسلام کا ایک واحد ذریعہ ہے۔ محسوس کرو۔ اور جس رنگ میں صحابہ نے ان ضروریات کو پورا کیا۔ تم بھی اسی رنگ میں اسوقت ان ضروریات کو پورا کرو۔ جن کی سلسلہ بڑی سختی کے ساتھ ضرورت محسوس کر رہا ہے۔

صحابہ کی قربانیاں

تم میں کتنے ہیں۔ جنھوں نے حضرت ابوبکرؓ کی طرح اپنے گھر میں صرف اللہ اور رسول کا نام باقی چھوڑا ہو۔ اور کتنے ہیں۔ جنھوں نے حضرت عمرؓ کی طرح قربانی اور حضرت عثمانؓ کی طرح ایثار کا نمونہ دکھلایا ہو۔ اور کتنے ہیں۔ جنھوں نے دیگر صحابہ کی طرح اسلام کے لئے اپنی جانیں دیں۔ اور خون بہائے۔ پس کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت مسیح موعود کو اور آپ کے خلفاء کو دیکھتے ہوئے اور ان پر ایمان لاتے ہوئے ایمان کے ثمرات سے ہم محروم رکھے جائیں۔ اور کسی دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا جائے۔

خدا تعالیٰ کا احمدیوں کو خطاب اور مقام خوف

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- ھا انتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی وانتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ کہ تم کو اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے ایک کامل ذریعہ کی طرف بُلایا جاتا ہے۔ اور وہ انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ لیکن تم میں ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں۔ جو بخل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ اس بخل سے وہ اپنی جان کو نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ تمہاری جانوں مالوں کا محتاج نہیں۔ بلکہ تم ہی ہر آن میں اس کے محتاج ہو۔ پس اگر تم اعراض کرو۔ اور انفاق کا ذریعہ حصول مقصد کے لئے استعمال نہ کرو تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو کھڑا کر دیگا۔ جو کہ فرض شناس ہونگے۔ اور تمہاری طرح بخل کر کے چاہ کن را چاہ درپیش کا مصداق نہ ہونگے۔

پس اگر واقعہ میں ہم آخرین منھم کے مصداق ہیں (اور خدا کے فضل سے ہیں) تو پھر اس آیت میں براہ راست خدا تعالیٰ ہم کو ہمارے فرض کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جب ہم نے اپنا مقصد خدا ٹھہرایا ہے۔ تو پھر ضروری ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے

ذریعہ ہے۔ جس کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی اس ذریعہ کو ہم استعمال میں لادیں۔ پس خدا کے لئے اپنی جیبوں کو خالی کرو۔ تاکہ وہ بھری جائیں۔ اور خدا کے لئے تمام لذات سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور اس کے لئے اپنے اُوپر ایک موت طاری کرو۔ تاکہ تم کو حیوٰۃ طیبہ نصیب ہو۔ اور غیر منقطع دولت تم کو میسر آئے۔

دُنیا کی بے ثباتی اور اس سے سبق

نادان انسان سمجھتا ہے کہ جو مال و دولت میں نے جمع کی ہے۔ یہ میری ہے۔ حالانکہ وہ اس کی نہیں۔ یا تو وہ دولت اس کو دُنیا میں تنہا چھوڑ جاتی ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ انسان کوڑی کوڑی کو ترستا ہے۔ اور آج کل ایسے عبرتناک منظر ہندوستان میں گنگا جمنا کی طغیانی کی وجہ سے تم بچشم خود دیکھ سکتے ہو۔ لاکھوں پتنے اور کروڑ پتنے آن کی آن میں فقیر و محتاج ہو گئے۔ پس ان کی دولت نے اسی دنیا میں ان کو بیکس اور بےبس کر کے چھوڑ دیا۔ اور اگر دولت اس کو نہیں چھوڑتی۔ تو وہ خود اپنی کمائی ہوئی دولت کو بڑی حسرت کے ساتھ اس دنیا میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ ایک دمڑی تک وہ اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ پس مبارک ہیں وہ جو قبل اسکے کہ دولت ان سے بے وفائی کرکے ان کو چھوڑ دے یا وہ خود اپنی موت کے ساتھ اپنی دولت کو دنیا میں چھوڑ جائیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی دولتوں کو صرف کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنے خزانوں کو ایسی جگہ جمع کرتے ہیں۔ کہ جہاں نہ ان کے خزانے ان سے الگ ہونگے۔ اور نہ وہ خزانوں سے الگ کئے جائینگے۔

اے احمدی جماعت دنیا کی بے ثباتی پر نظر کرو۔ اور دیکھو کہ کتنی بڑی بڑی ہستیاں اس دنیا میں آئیں۔ اور پھر حباب کی طرح مِٹ گئیں۔ اگر وہ آدمی تم کو نظر نہیں آتے۔ تو ان کی عظیم الشان عمارتوں کے کھنڈرات سے تم عبرت حاصل کر سکتے ہو۔ جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا۔ آج ان مقامات پر کیسی حسرت برس رہی ہے۔

خدا کے رسُول کا تخت گاہ

پس اے احمدی جماعت سالانہ جلسہ کا مبارک دن آتا ہے۔ تم خدا کے رسُول کے تخت گاہ کی زیارت کے لئے آؤ۔ اور جو فیوض اس مبارک مقام اور جلسہ کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے حصول کے لئے اپنی کمریں کس لو۔ اپنی ہمتوں کو اور دوسرے متعلقین کی ہمتوں کو بڑھاؤ تاکہ کوئی پست ہمتی سے اس نعمت سے محروم نہ رہ جائے اپنی جیبوں کو روپوں اور اپنے دلوں کو اخلاص سے بھر کر لاؤ۔ کیونکہ یہی وقت ہے کہ اگر تم سے ایک پیسہ مانگا جائے۔ تو تم روپیہ پیش کرو۔ اگر تم سے چادر مانگی جائے۔ تو تم کوٹ بھی اتار دو۔ اگر تم کو بلایا جائے۔ تو تم کابل اور بخارا جانے کے لئے مستعدی دکھلاؤ یہ وقت آرام سے بیٹھنے اور گن گن کر جمع کرنے کا وقت نہیں

تم وہ نمونہ دکھلاؤ۔ کہ قیامت تک تمہاری نسلیں تم کو یاد کریں اور تمہارے نامۂ اعمال میں حسنات کا سلسلہ جاری رہے۔

عمارت کا سہارا بنیاد پر ہوتا ہے

کوئی عمارت مضبوط اور محکم اور استوار اور دیرپا نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس کی بنیاد مضبوط نہ ہو۔ گو وہ بنیاد خاک میں مدفون ہوتی ہے۔ مگر عمارت کا سہارا اور وجود اسی پر ہوتا ہے۔ پس تم اس سلسلہ کی بنیاد ہو۔ اور تمہاری نسلوں کی ترقیات کا سہارا تم پر ہے پس صرف تم ہی خدا کے لئے خاک میں نہ ملو۔ بلکہ اپنے کامل نمونہ کے ساتھ آنے والی نسلوں کے لئے بھی شاہراہ کھول دو تا تمہارے پیچھے بھی تمہارا ذکر خیر جاری رہے۔ سلسلہ کے لئے مالوں کو پیش کرو۔ جانوں کو پیش کرو۔ اور تہیہ دست ہو کر خدا کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دو۔ تاکہ تم کو بڑھ بڑھ کر دیا جائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ جو اسلام کے غم میں اور ہماری کمزوریوں اور حالتوں کے صدمہ سے شمع کی طرح پگھل رہے ہیں۔ ہمیں اصلاح یافتہ اور کام کرنے والی قوم ملاحظہ کر کے ہمارے بوجھ سے سبکدوش ہو جائیں۔ خدا کرے۔ ہمارے بیچین کی حالت جلد دور ہو۔ اور ہم اپنے قدموں پر پوری قوت کے ساتھ کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں۔ تا حضرت خلیفۃ المسیح جو مادر مشفق کی طرح ہمارے لئے شب و روز ہر قسم کے دکھ اٹھا رہے ہیں۔ ان کے سارے غم خوشیوں کے ساتھ بدل جائیں۔ آمین ۔ (حافظ)

اے تشنگانِ اُلفت
چشمۂ کوثر کی طرف دوڑو

سوزِ اُلفت کو کم کرنے کی کوشش

ہر وہ شخص جو شعلہ ہائے اُلفت کی سوز و جلن اپنے سینہ کے اندر رکھتا ہے وہ اپنے عشق کی آگ کو ٹھنڈا اور محبت کی گرمی کو سرد کرنے کے لئے ہر ممکن سعی و کوشش کو کام میں لاتا۔ اور اپنے محبوب کی ہر ایک یادگار کا نظارہ نہایت پُرازشوق نگاہوں سے کر کے لطف و سرور اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر جہاں پر اس کے محبوب کی یادگاریں اس کے دل کو ایک گونہ تسلی اور اس کے پژمردہ دل کو ڈھارس پہنچاتی ہیں۔ وہیں یہ تمام چیزیں اور اس کے محبوب کے کارناموں کی یاد اسکے دل میں ایک تازگی اور نئی روح پھونک کر اس کے جذبات محبت میں ایک فراوانی پیدا کر دیتی ہے۔

جذبات شوق کو ترقی دینے کے اسباب

پس کسی محبوب چیز کی یاد کو تازہ اور اسکی محبت میں زیادتی پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری اور لازمی ہوتا ہے کہ اسکے شہر اسکے کوچہ و برزن۔ اسکے آخری مسکن۔ اسکے حالات اور اس کے اسوۂ حسنہ کو مشاہدہ کرکے دل میں ایک نیا جوش اور ولولہ اور اسی کے رنگ میں رنگین ہونے کی از بس کوشش کی جاوے۔

ہر احمدی کا فرض

انہیں باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر اس احمدی کا جو اپنے پیارے آقا و محبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ساتھ تعلق اور محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے محبوب کی بستی اور وہ بستی جس کے متعلق خود ان کے محبوب کا یہ ارشاد ہے۔ کہ "جو احمدی اس بستی میں نہیں آتا۔ مجھے اسکے ایمان کا خطرہ ہے"۔ میں آئے۔ اور اپنے جذبات شوق میں ترقی اور نئی روح پیدا کرے۔ جو اسکے ازدیاد ایمان کا باعث ہو۔

محبوب کے حکم کو بجالانا ضروری ہے

خدا تعالیٰ کے فرستادہ اور اپنے محبوب و آقا حضرت مسیح موعود کے ہر حکم کو ایک عاشق مضطر کی طرح بجالانا ہمارا فرض اور ایمان ہونا چاہیئے۔ پس حضرت صاحب کے اس ارشاد "کہ قادیان میں ضرور آنا چاہیئے" کو بجالانے کے لئے

قادیان آنے کا بہترین موقع

جلسہ سالانہ سب سے اچھا اور بہترین موقعہ ہے۔ گو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آگے پیچھے نہ آنا چاہیئے۔ لیکن جو دوست اور مواقع پر نہیں آسکتے۔ یا صرف سال میں ایک دفعہ ہی آسکتے ہیں۔ ان کے لئے یہ سب سے بہتر موقع ہے کیونکہ اول تو تمام طبقات کے لوگوں کو ان دنوں عموماً اپنے کاموں سے فرصت ہوتی ہے۔ اور عدم فرصتی ان کی سدِّراہ نہیں ہو سکتی۔ اور دوسرے اس موقع پر اطراف و جوانب ہند بلکہ بعض دفعہ بیرون ہند سے بھی احمدی دوست تشریف لاتے ہیں۔ اور یہ سب سے اعلیٰ موقع ہوتا ہے کہ آپس میں مل جلکر رشتۂ محبت و الفت کو جو حضرت مسیح موعود اور اسلام کی تعلیم کا ایک جزو اعظم ہے۔ مضبوط کیا جاوے۔ نیز آپس میں تبادلۂ خیالات کر کے اپنے علوم میں ترقی دی جائے۔

تیسرے حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح اور دیگر بزرگان سلسلہ کی اہم مسائل پر جو تقاریر اس موقع پر ہوتی ہیں۔ وہ دوسرے اوقات میں سننے کا کم موقع ملتا ہے۔

اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے

پس ضروری ہے کہ اس اہم موقعہ سے فائدہ اُٹھایا جاوے۔ اور اپنے دعویٰ ہائے محبت کا نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر اظہار کر کے دنیا پر ثابت کر دیا جائے کہ آج اگر کوئی قوم دنیا میں ہے۔ جو ایک سالک میں منسلک اور ایک آواز پر لبیک کہنے والی ہے تو یہی جماعت احمدیہ۔ لیکن اگر تم سوائے مجبوری کے ایسا نہیں کرتے تو جان لو تمہارے تمام دعوے ایک زبانی جمع خرچ اور تمہارے ایمان متزلزل حالت میں ہیں۔ پس اے احمد جری اللہ کی جماعت اپنے محبوب کے دیار کی طرف پرواز کرو۔ تا تم سچے عاشق اور پکے جانباز کہلا سکو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے تشنہ لبوں کو جو ابھی اس چشمۂ کوثر کے شیریں پانی سے سیراب نہیں ہوئے، ساتھ لانے کی ... کوشش کریں تا وہ بھی اس آبحیات سے حصہ پاویں۔ اور تمہارے نامۂ اعمال میں ایک نیک نامی کے تحفہ کا اور اضافہ ہو جائے۔ والسلام ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ
مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۴ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

الٰہی سلسلوں سے تعلق میں برکت

میں آج خطبہ جمعہ میں کسی ایک مضمون پر نہیں۔ بلکہ بہت سے مضمونوں کے متعلق بعض باتیں کہنے والا ہوں۔ سب سے پہلے میں اس امر کی طرف دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ خدا کے دین اور اس کے پاک سلسلوں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے سے ایسی برکات نازل ہوتی ہیں۔ کہ ان سے بڑے بڑے مصائب اور بڑی بڑی مشکلات مختلف رنگوں میں رحمتوں اور برکتوں کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم غور سے دیکھیں۔ تو دنیا کا ہر ایک فعل اور قانون قدرت کے ہر ایک امر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر خرابی ایک بڑی ترقی کا اور ہر تباہی ایک بڑی آبادی کا موجب بنجاتی ہے۔ انسان عمدہ سے عمدہ غذائیں کھاتا ہے۔ اور پھر فضلہ بنا کر خارج کر دیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ گویا وہ ضائع ہو گئی۔ لیکن وہی غذا جس کو اس نے فضلہ سمجھا۔ اور ایک ضائع شدہ چیز خیال کیا وہی کھاد بن کر ایک نئی پیدائش کا موجب بن جاتی ہے۔ اور اس غلہ سے بہت زیادہ غلہ پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ کھاد کے تیار کرنے میں صرف ہوا۔

موت میں حیوۃ

اسی طرح انسانوں کی موتیں بھی درحقیقت اگر فکر اور نظر سے کام لیا جاوے۔ تو وہ بھی کسی کام آتی ہے۔ اور وہ بھی دنیا کی ترقیات کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔ انسانی قویٰ خواہ کتنے ہی مضبوط ہوں۔ اور انسانی عمریں خواہ کتنی ہی لمبی ہوں۔ مگر وہ ایک حد تک جاکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اور پھر انسان کی ساری قوتیں اور طاقتیں ضعف اور کمزوری کے ساتھ بدل جاتی ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق۔ جب انسان ترقی کرتے کرتے ایک حد تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کی دماغی قوت مضمحل ہو جاتی ہے۔ وہی انسان جو بڑا عقلمند اور مدبر سمجھا جاتا تھا۔ وہی انسان پھر پاگل اور بیوقوف کہلانے لگتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سٹھیا گیا ہے۔ بڑھاپے نے اس کی عقل مار دی ہے۔ تو وہ علوم اور فنون جنہیں کوئی قوم ترقی کرتے کرتے آگے نکلجاتی ہے ایک دفعہ تو ایک ہلاکت سی آجاتی ہے

ایک قوم کی موت دوسری قوم بھی ترقی کیلئے کھاد ہوتی ہے

کہ وہ اپنی دماغی طاقتوں کو صرف کر بیٹھتے ہیں۔ تب وہ قوم دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ اور ایک دوسری قوم اپنی تازہ قوتوں کے ساتھ اس کے قائمقام ہو جاتی ہے۔ اگر دنیا میں ایک ہی نسل قایم رہتی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ تمام علوم اور فنون دنیا سے مٹ جاتے پس سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ جس وقت ایک نسل اپنی قوت اور طاقت کو خرچ کر لیتی ہے۔ اور اس کے قویٰ کمزور پڑ جاتے ہیں۔ تو پھر خدا تعالےٰ ایک اور نسل کو کھڑا کر دیتا ہے۔ جو پہلی ترقی اور علوم و فنون کو اور زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوتے ہیں۔ اسی نشوونما اور اس ارتقاء کا نتیجہ وہ حالت ہے۔ جو آج کل جاری ہے۔

اسلام بھی اسی ارتقاء کا نتیجہ ہے

اور اسی تبدیل ہونیوالے مزدوروں کی مزدوری کا نتیجہ اسلام بھی ہے۔ اگر آدم کے بعد اعلےٰ سے اعلےٰ نسلیں دنیا میں نہ پیدا ہوتیں تو اسلام کی اعلےٰ تعلیم بھی دنیا میں نہ آتی۔ جو تعلیم خدا تعالےٰ نے آدم کو دی تھی۔ وہی تعلیم بعد میں آنے والے انبیاء کو بھی دیجاتی اگر اس ارتقائی ترقی کا سلسلہ دنیا میں نہ ہوتا۔ تو پھر یہودیت کے بعد قرآن کریم کی پاک اور اعلیٰ تعلیم نہ آتی۔ کیونکہ انسانی دماغ ایک حد تک ترقی کرتے ہیں۔ اور پھر کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ تب ان پر ہلاکت وارد ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی ہلاکت کے ساتھ دوسری قوم کی ترقی کا موجب ہو جاتی ہے۔

موت نہ ہوتی تو حیوۃ وبال ہو جاتی

اگر دنیا میں موت نہ ہوتی۔ تو صرف یہی نہیں۔ کہ تمام ترقیات کا دروازہ بند ہو جاتا۔ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ میں زندگی لوگوں کے لئے وبال جان ہو جاتی۔ اور بیٹے اپنے والدین کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے مثلاً چار پانچ سو سال کسی انسان پر موت وارد نہ ہو اور آدمیوں کی اتنی کثرت ہو جائے۔ کہ زمین پر چلنے پھرنے سونے بلکہ قدم رکھنے کی بھی جگہ نہ رہے۔ تو اولادیں اپنے بزرگوں کو ذبح کرنے کے لئے چھرے لے کر تیار ہو جائیں۔ غرض دنیا کے تمام کاروبار میں ہمیں ایک ارتقاء نظر آتا ہے۔

الٰہی سلسلہ کی خصوصیت

مگر جو الٰہی سلسلے ہوتے ہیں۔ ان کا ارتقاء ایک نمایاں ارتقاء ہوتا ہے۔ الٰہی سلسلوں پر بھی مصائب اور مشکلات آتی ہیں۔ مگر ان پر خدا تعالےٰ کا ایک خاص فضل ہوتا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے پاک نبیوں کی جماعتوں سے ہی خصوصیت رکھتا ہے۔ مثلاً یہ بھی ایک فضل ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مصائب کے آنے سے پہلے ان کو مصائب کے آنے کی اطلاع دیتا ہے۔ پس جب اس علم کے مطابق ان پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو ان کو اپنے ایمان اور عرفان میں اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اگر ایک طرف ان کو غم اور صدمہ ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف ان کو اس بات کی خوشی بھی ہوتی ہے کہ ہمارے خدا نے جو ہمیں قبل از وقت بتایا تھا۔ وہ پورا ہوا۔

ہماری جماعت کے متعلق خدا تعالےٰ نے جہاں مجھے رویا کے ذریعہ ترقیات کی بشارتیں دی تھیں۔ وہاں پہلے سے ہی کئی ابتلاؤں کی بھی اس نے خبر دی تھی۔

بعض مصائب اور ان کی قبل از وقت اطلاع

وہ موتیں جو ان دنوں واقع ہوئیں۔ وہ خاص خصوصیت اور شان رکھتی ہیں۔ کیونکہ اگر دیکھا جائے۔ تو اتنی موتیں جو ان چند دنوں میں ہوئیں۔ گذشتہ دس سالوں میں بھی نہیں ہوئیں۔ مختلف جماعتوں میں ایسے ایسے لوگ فوت ہوئے ہیں جو مختلف جماعتوں میں ایک رکن کا کام دیتے تھے۔ اور ایسے بھی تھے۔ جو تمام جماعت کے لئے ایک رکن تھے۔ اور بعض ایسے بھی تھے۔ کہ جو خود تو رکن نہیں تھے۔ لیکن ان کی وفات سے سلسلہ کو بہت بڑی عزت اور شہرت حاصل ہوئی ہے۔

اگر یہ مصائب اور یہ مشکلات اچانک آجاتیں اور خدا تعالےٰ قبل از وقت ان کے متعلق اطلاع نہ دیتا۔ تو ایک نادان ٹھوکر کھا سکتا تھا۔ اور وہ کہہ سکتا تھا۔ کہ کس طرح آنا فاناً اس جماعت پر یا اس جماعت کے بڑے گھرانے پر موت کی وارداتیں شروع ہو گئی ہیں۔ لیکن اگر وہ ان اخبار پر غور کریں۔ جو ان حادثات سے پہلے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیں دی گئیں۔ تو بجائے اسکے کہ وہ ان کو ہمارے لئے عذاب قرار دیں۔ وہ یہ کہیں گے۔ کہ یہ ایسے ابتلا ہیں۔ جن کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی مخفی حکمتیں ہیں جو اس کی رحمت اور برکات کا موجب ہونگی۔

سفر یورپ سے پہلے استخارہ اور اسکا نتیجہ

پیشتر اس کے کہ میں سفر یورپ کے لئے رخصت ہوتا۔ میں نے دعا اور استخارہ کیا۔ جس میں مجھے بتلایا گیا۔ کہ میری دو بیویوں کو بعض صدمات پہنچنے والے ہیں۔ چنانچہ استخارہ کے دنوں میں بھی میں نے رؤیا دیکھیں۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ کچھ ابتلا اور مصائب پیش آنے والے ہیں۔

ایک خواب

استخارہ کے ایام میں میں نے دیکھا۔ کہ مکانات گر رہے ہیں۔ بڑا سخت دھماکا ہوا اور بجلی کی طرح آواز آئی۔ جب میں نے دیکھا تو وہ میری پہلی اور دوسری بیوی کے مکان تھے۔ جو دھڑا دھڑ گر رہے تھے۔ اور ابھی

یہ نظارہ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ یکلخت وہ مکان بننے بھی شروع ہو گئے۔ اور پہلے سے بہت زیادہ عمدہ اور اعلیٰ بنے ہیں ایک مکان کی تیاری میں تو کچھ آدمی کام کرتے نظر آتے ہیں۔ اور ایک بغیر آدمیوں کی مدد کے تیار ہو رہا ہے۔ وہ مکان جو بغیر آدمیوں کی مدد کے بنا ہے۔ وہ میری دوسری بیوی کا مکان تھا۔ اور اس میں اس کی وفات کی خبر دی گئی تھی۔ اور جس میں آدمی کام کر رہے تھے۔ جن میں ایک شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی تھے۔ اور ایک شیخ فضل الٰہی وہ میری پہلی بیوی کا مکان تھا۔ یہ نام بھی بہت عمدہ ہیں۔ جو خدا کے فضل اور رحم پر دلالت کرتے ہیں۔ اسمیں کسی ایسی تکلیف کی طرف اشارہ تھا۔ جس کے ازالہ کے لئے انسانی کوشش اور سعی کو دخل ہے۔ چنانچہ کل میری پہلی بیوی کا لڑکا فوت ہو گیا۔ اور لڑکوں کی قائمقام مائیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ماؤں کے قائمقام بچے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے مجھے دوسری بیوی کے مکان کی تیاری میں آدمیوں کو کام کرتے نہیں دکھایا گیا۔ اسکی تیاری محض خدا کے فضل پر منحصر ہے۔ یہ رویا جس دن میں نے دیکھی۔ اسی روز میں نے اپنی دوسری بیوی کو سنا بھی دی۔ اور اسی کے گھر میں میں نے یہ خواب دیکھی تھی۔ اور بھی کئی رویا ان مصائب اور مشکلات کے متعلق ہوئیں۔

دوسری رؤیاء

میں نے دیکھا۔ کہ ایک عورت فوت ہو گئی ہے۔ اور میں جنوب کی طرف دوڑا ہوں وہاں دیکھا کہ میر صاحب (مرحوم) بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور وہاں کچھ شور ہو رہا ہے۔ اور میں منع کر رہا ہوں۔ کہ میر صاحب ضعیف اور کمزور ہیں۔ ان کو تکلیف ہو گی۔ تب میر صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور کہا نہیں میں تو بالکل اچھا اور تندرست ہوں۔ تب میں نے سمجھا۔ کہ بڑھاپے سے صحت پانا۔ تو اس دنیا کی بات نہیں اور اس عورت کی وفات سے میری بیوی کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ ان کی قبر بھی میر صاحب کے پاس بنائی گئی۔

حضور کا تردد

جب میں نے اس قسم کی بار بار خوابیں دیکھیں تو اس وقت میں نے دعا کی۔ کہ الٰہی حالات اس قسم کے ہیں۔ کہ جو غم دینے والے اور صدمہ پہنچانے والے ہیں اور لوگ ان حالات سے واقف نہیں۔ اور تفصیل کے ساتھ میں بتا بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ منذر خوابوں کو تفصیلاً بیان کرنا منع ہے۔ ایسی حالت میں اگر میں سفر یورپ کی تیاری نہیں کرتا تو لوگ شاید یہ کہیں۔ کہ ایک لمبے سفر کی صعوبت سے بچنا چاہتا اور اپنے آرام اور آسائش کو مقدم کرتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہو کہ پھر ساری کی ساری قوم بزدل ہو جائے۔ اور کہہ اٹھے۔ کہ خلیفہ کو ایک موقعہ دین کے لئے باہر جانے کا پیش آیا۔ وہ تو گیا نہیں ہم پھر کیوں جائیں۔ اور اگر تمام حالات اور مشکلات کو نظر انداز کر کے دور دراز کا سفر اختیار کرتا ہوں۔ تو ممکن ہے۔ لوگ یہ کہیں۔ کہ یہ تو سیر و سیاحت کے لئے جاتا ہے۔ اور میں ان کو حالات کھول کر بتا بھی نہیں سکتا۔ اور ان کو میرے حال کی کیا خبر۔ اگر وہ مشکلات جو مجھے درپیش ہیں۔ ان کو بھی درپیش ہوں۔ تو وہ کبھی ایسے سفر کی جرأت نہ کریں۔

خدا کا کلام اور حضور کی قربانی

جب میں نے دعا کی تو اس شب میری زبان پر یہ کلام جاری ہوا۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ کہ میری زندگی اور موت تو سب اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ یعنی ان باتوں کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ تمہاری زندگی بھی خدا کے لئے ہو۔ اور اگر اس کے لئے موت بھی آئے۔ تو اس کو بھی برداشت کرو۔ اور جو کام خدا تعالےٰ کی طرف سے پیش آیا ہے۔ اس کو پورا کرو۔ تب میں نے اللہ تعالےٰ کی مشیت کو معلوم کر کے اس سفر کو اختیار کیا۔

دو اور رؤیاء

اور پھر راستہ میں بھی متواتر میں نے ایسی خوابیں دیکھیں۔ میر صاحب کو تندرست دیکھا۔ جس کے معنے موت کے ہیں۔ کیونکہ بڑھاپے سے تندرستی بعد الموت ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر جب واپس آیا۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ میری ایک بائیں ڈاڑھ ہل گئی ہے۔ اور تعبیر میں ڈاڑھ سے مراد عورت ہوتی ہے۔ پھر جہاز میں جاگتے ہوئے ایک عورت کی زور زور کے ساتھ چیخوں کی آواز سنی۔ اور وہ تاریخ وہی تھی جسمیں میری دوسری بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا! میں نے جہاز کے سوراخوں سے دیکھا۔ کہ کیا کوئی جہاز آرہا ہے جس سے یہ آواز آئی۔ یا کوئی خشکی قریب ہے۔ لیکن سمندر میں بالکل خموشی تھی۔ اور سینکڑوں میل تک اس تاریخ کو کوئی جہاز نہ تھا۔ اور خشکی بھی ایک طرف تو سینکڑوں میل اور دوسری طرف ہزاروں میل دور تھی۔ تب میں نے سمجھا۔ کہ کوئی حادثہ ہوا ہے۔ یا ہونے والا ہے۔ میں نے حافظ روشن علی صاحب سے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا۔ کہ اس طرح تین چار دفعہ میں نے چیخوں کی آواز سنی ہے۔ اور یہ بھی حافظ صاحب سے میں نے کہدیا تھا۔ کہ آواز عورت کی تھی۔ غرض خدا تعالےٰ کی طرف سے تمام حالات اور واقعات کے متعلق قبل از وقت اطلاع ملتی رہی۔ چنانچہ وہ دونوں مکانوں کے گرنے اور پھر فوراً تیار ہونے کی رویا جس میں میں نے دیکھا۔ کہ ایک مکان کی تیاری آدمیوں کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ اور دوسرا بغیر آدمیوں کے تیار ہو گیا ہے۔ ایک مکان سے میری بیوی کی وفات کی خبر دی گئی تھی۔

بچے کی وفات کی خبر

اور دوسرے سے جس میں آدمی کام کر رہے تھے میرے بچے کی وفات کی خبر دیگئی تھی۔ کیونکہ عورتوں کا قائمقام انسان نہیں بن سکتا لیکن بچوں کا قائمقام انسان بن جاتا ہے۔ جیسا کہ میری پہلی بیوی جو ہیں ان کے بچے کی وفات سے چند روز پہلے بھی میں نے ایک رؤیا دیکھی۔ جو ہمشیرہ اور والدہ صاحبہ کو بھی میں نے سنادی تھی۔ اور بتلایا تھا۔ کہ کوئی پھر غم پیش آنیوالا ہے میں نے دیکھا۔ کہ چوہدری علی محمد ہولیں بھون رہا ہے۔ اور چنے خواب میں غم پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ کل جب وہ بچہ فوت ہوا۔ تو کسی نے مجھے آکر کہا۔ کہ باہر کوئی آدمی کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے۔ تو معلوم ہوا چوہدری علی محمد ہے۔ میں نے کہا وہ خواب پوری ہو گئی۔ غرض ایک ایک واقعہ کی خدا تعالےٰ نے قبل از وقت اطلاع دی۔ پس یہ خبریں جو قبل از وقت خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو دیجاتی ہیں۔ ایک مومن کے لئے کس قدر ازدیاد ایمان اور یقین کا موجب ہوتی ہیں۔ اور یہ وہ برکتیں ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے نبیوں کے ذریعے ہی مل سکتی ہیں۔

ابتلاؤں کے بعد انعامات کی بشارت

پس وہ خدا جو رنج اور مصیبت کے آنے سے پہلے اس کے متعلق ہمیں خبر دیکر ساتھ ہی ہماری تسلی بھی کر دیتا ہے۔ اس پر ہم کتنی بڑی بڑی امیدیں رکھ سکتے ہیں۔ ایسے خدا پر ہم جتنی بھی امیدیں رکھیں وہ تھوڑی ہیں جیسا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے۔ کہ ان امور کے بعد بعض بڑی بڑی برکات کا نزول ہونے والا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کس رنگ میں ان کا نزول ہو گا۔ اور کیا میرے یا میرے خاندان پر ان کا نزول ہو گا یا وہ برکات جماعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں مجھے اس کے متعلق تفصیلی اطلاع نہیں دی گئی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ان مصائب کے بعد انعامات بھی ہونے والے ہیں۔ جیسا کہ مثنوی مولوی رومی کا ایک شعر ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر او گنج کرم بنہادہ است

اللہ تعالےٰ کی یہ بھی سنت ہے۔ کہ وہ غموں کے نیچے انعامات کا سلسلہ بھی رکھ دیتا ہے۔ پس یہ حادثات اور مصائب ہمارے لئے کسی مایوسی کا موجب نہیں ہو سکتے۔ رنج اور غم ہوتے ہیں۔ اور ان کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جس دن کسی کا دل غم سے خالی ہو گیا اس دن ایمان سے بھی اس کا دل خالی ہو جائے گا۔ اسلئے خالی خوشی مومن کو اس دنیا میں نہیں دیجاتی۔

دنیا محض خوشی اور اطمینان کی جگہ نہیں

دنیا نہ خالص اطمینان کی جگہ ہے نہ خالص غم کی۔ مومن کی خوشی غمی سے لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ ہاں مومن پر اس دنیا میں کوئی ایسا غم اور کوئی ایسی مصیبت ہرگز

نہیں آسکتی۔ جو اس کو برباد کردے۔ جب اس کے لئے کوئی مصیبت مقدر کی جاتی ہے۔ تو پھر یقیناً اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے انعامات بھی اس کے لئے مقدر کئے جاتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی نصرتوں اور اس کے احسانوں پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس کی رحمتوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ایک بڑی بھاری نعمت ہے۔ جو انبیاء کے تعلق سے اس دنیا میں مومن کو ملتی ہے۔ جس کی وجہ سے مومن کو کمر توڑ دینے والا اور مایوس کر دینے والا کوئی صدمہ نہیں ہو سکتا۔ مومن پر مصیبتیں آتی ہیں۔ اور اس کا دل غم کو محسوس کرتا ہے (کیونکہ مومن کا دل ایک کافر کی نسبت بہت زیادہ حساس ہوتا ہے۔ اور مومن عارف ہوتا ہے۔ اور کافر عارف نہیں ہوتا) مگر وہ اس کی کمر توڑنے اور اس کو تباہ کرنے والا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایک مومن کو عارف ہونے کی وجہ سے باوجود زیادہ حساس ہونے کے ان صدمات کی برداشت ہوتی ہے۔ جو ایک کافر کو نہیں ہو سکتی۔

ایک مومن اور ایک کافر کے غم کی مثال

ایک مومن کے غم کی مثال تو ایسی ہے جیسے ایک تاگے کا ٹکڑا ہاتھ میں رکھکر اوپر ایک سیر کا پتھر رکھدیا جائے۔ جس سے اس تاگے کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن کافر کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک شاخ کے درمیان جس کے نیچے کوئی سہارا نہ ہو ایک پتھر رکھدیا جائے۔ جس سے وہ ٹوٹ جائیگی۔ پس ایک مومن کے صدمات میں اللہ تعالےٰ اس کا سہارا ہوتا ہے۔ اسلئے غموں کے مقابلہ میں ایک کافر مومن کے برابر کبھی برداشت نہیں کر سکتا باوجود اس کے کہ ایک مومن کے اندر تکلیف کا احساس اتنا بڑا ہوتا ہے۔ کہ ہزار کافر اور ہزار غیر مومن بھی اتنا محسوس نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ چونکہ مومن کے لئے ڈھارس ہوتا ہے اسلئے اسکو ان صدمات کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ جہاں اس کو رنج ہوتا ہے۔ وہاں ان اخبار کے پورا ہونے کی وجہ سے اس کو خوشی بھی ہوتی ہے۔ کہ یہ تو وہی کچھ ہوا۔ جو میرے خدا نے مجھے پہلے ہی بتلا دیا تھا۔

دوستوں کی ہمدردی پر حضور کا شکریہ

اس لئے میری اس دوسری بیوی کی وفات پر یا ان صدمات پر جو مجھے اور میرے خاندان کو ہوئے۔ جن دوستوں نے اظہار ہمدردی کی ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں گو اظہار ہمدردی سے کوئی کسی کے صدمے کو بدل نہیں سکتا لیکن اس کا اظہار ہمدردی تعلق اور محبت کو ضرور بڑھاتا ہے۔ اور وہ ایک طرح سے تسلی کا موجب بھی بنتا ہے۔ کیونکہ ایک صدمہ یافتہ آدمی جب یہ دیکھتا ہے۔ کہ دوسرے لوگ بھی اس کے صدمے کو محسوس کرتے ہیں۔ تو اس کے احساس میں کمی واقعہ ہو جاتی ہے۔ جو اس کے صدمے کو کم کر دیتی ہے۔ ان واقعات نے اس بات کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے۔ کہ جماعت میں خدا کے فضل سے بڑی محبت اور اخلاص ہے۔ اور ان کے اس احساس رنج اور صدمہ نے اس بات کو ظاہر کر دیا ہے۔ کہ گو وہ ہزاروں قالب ہیں۔ مگر ان کی جان ایک ہے۔

چونکہ اس وقت اور بہت سے اہم کام درپیش ہیں اس لئے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اس کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتا ہوں۔

خدا تعالےٰ کی بشارت

مگر میں پھر انہی ابتلاؤں کے سلسلے میں اسبات کا بھی اظہار کر دیتا ہوں۔ کہ جہاں خدا نے سفر یورپ پر جانے سے پہلے ان ابتلاؤں سے مجھے مطلع فرمایا۔ وہاں اپنے فضل سے اس امر کی بھی اس نے بشارت دی ہے۔ کہ ان مصائب کے بعد ہمیں بڑی عزت اور ریاست حاصل ہونیوالی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ بعض اور ابتلا بھی ایسے مقدر ہیں۔ جن سے بعض دوستوں کی طرف سے تکلیفیں پہنچنے والی ہیں ان کو ٹھوکر لگنے والی ہے یا ان کے تعلقات میں کمی واقعہ ہونے والی ہے۔ جن کا جانے سے پہلے بعض رؤیا کے ذریعہ مجھے علم دیا گیا تھا۔ بعض کے نام بھی بتائے گئے ہیں۔ مگر میں ان کو ظاہر نہیں کرتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ان کو ٹلا بھی سکتا ہے۔ اور بعض نہیں بھی ٹلتے۔ جیسا کہ میں نے دعا کی تو جواب قل ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ملا۔ جس کے معنے یہ تھے۔ کہ یہ حادثات ٹلنے والے نہیں۔ اور بہت سے ٹل بھی جاتے ہیں۔ پس وہ ابتلا جن کی طرف میں مخفی اشارہ کر رہا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ انکو ٹال دے۔ اور ان کے ایمانوں کو سلامت رکھے۔ اور ان کا ظاہر بھی عدم تعلقی سے محفوظ رہے۔ اور ان کا باطن بھی۔ اور میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ اگر وہ ابتلا نہ ٹلیں۔ تو پھر وہ اور بھی زیادہ سلسلہ کو عزت دیگا۔ اور ایسی برکات نازل کرے گا۔ جو شفاء لما فی الصدور ہوں۔

ام المومنین نام کا حق کس کو ہے

ایک اور بات جس کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں نے اپنی بیوی مرحومہ کے ذکر میں ایک فقرہ کہا تھا۔ کہ وہ ایک رنگ میں آپ کی والدہ بھی ہیں جس سے بعض دوستوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے میری بیویوں کی نسبت ام المومنین کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس خیال سے کہ کسی کے لئے یہ امر ٹھوکر کا موجب نہ بن جائے۔ میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ام المومنین کا خطاب صرف انبیاء کی بیویوں کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بعض محاورے خاص ہوتے ہیں۔ جنکو عام نہیں کیا جا سکتا۔ پس ام المومنین کا لفظ محاورہ کے طور پر صرف انہی کیساتھ خصوصیت رکھتا ہے۔ ہاں مشابہت اور تعلق کی وجہ سے ایک خاص محاورہ کو دوسرے معنے کیلئے بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک استاذ کی بیوی کو ماں کہا جاتا ہے۔ مگر ماں والے احکام اس پر جاری نہیں ہونگے۔ چونکہ استاذ بھی ہمدردی محبت اور ربوبیت کی وجہ سے حقیقی باپ کی ابوت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ پس وہ ایک رنگ میں باپ کا درجہ رکھتا ہے۔

محاورۃ اور الفاظ کی خصوصیت

پس بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ایک خاص مقام پر جا کر استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کا استعمال جائز نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ایک شخص جس کے پاس ایک پیسہ یا پانچ سات روپے ہوں۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اس کے پاس مال ہے۔ لیکن ہم اس کو مالدار نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا محاورہ ہو گیا ہے۔ کہ ایک خاص مقدار پر پہنچکر اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ام المومنین کا لفظ انبیاء کی بیویوں کے ساتھ ہی خصوصیت رکھتا ہے۔ اور یہ مرتبہ انبیاء سے قرب اور تعلق کی وجہ سے انکو دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب خاوند ایک عزت اور مرتبہ حاصل کرتا ہے تو ساتھ ہی اس کی بیوی بچے بھی عزت اور احترام کے لحاظ سے اس مرتبے کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والذین امنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم پس جس روز ایک شخص بادشاہ ہو جاتا ہے۔ اس روز سے اسکی بیوی بھی ملکہ ہو جاتی ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ ملکہ کیوں ہو گئی۔ اس طرح ایک سپاہی فوجی خدمت بجا لاتا ہے اپنی عقل خرچ کرتا ہے۔ دکھ اٹھاتا ہے اور بہادری دکھاتا ہے۔ وہ دفعدار جمعدار یا لفٹیننٹ ہو جاتا ہے۔ اس روز سے اس کی بیوی بھی لفٹیننٹ ہو جاتی ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے تو کوئی عقل اور ہمت نہیں خرچ کی یہ کیوں لفٹیننٹ ہو گئی۔ کیونکہ وہ اپنے خاوند کے غم اور خوشی میں شریک تھی۔ ایک جرنیل کی بیوی جرنیل بنجاتی ہے۔ شاہی دربار میں کوئی اس کو یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ تو پیچھے رہ۔ جرنیل تو تیرا خاوند ہے۔ وہ دربار میں بٹھایا جائے گا۔

شیعوں کی غلطی

اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے شیعوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ ایک طرف تو اتنی افراط سے کام لیا۔ کہ اولاد کو نبوت میں بھی شریک سمجھ لیا اور دوسری طرف اتنی تفریط کی۔ کہ آنحضرت کی ازواج کی کچھ شان ہی نہیں سمجھی انبیاء کی عظمت ایسی بلند ہوتی ہے۔ جیسا کہ زمین کے لوگ ستاروں کو دیکھیں۔ مگر تعلق کی وجہ سے اور ان کے غم اور خوشی میں شریک ہونے کے باعث قرب کے لحاظ سے ان کے بیوی بچے بھی بلند کئے جاتے ہیں۔ ان کے اس حق کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔

نسبتی نام

ہاں نسبتی طور پر تو ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی عورت کے

نسبت کے لحاظ سے ماں کہلائے۔ جیسا کہ خلیفہ ایک رنگ میں روحانی تربیت محبت اور ہمدردی کے باعث ایک باپ ہوتا ہے۔ اور اسکی بیویاں اس کی وجہ سے مائیں کہلا سکتی ہیں۔ مگر ام المومنین کے نام صرف نبیوں کی بیویاں مستحق ہیں۔ کیونکہ ان پر وہی احکام جاری ہوتے ہیں۔ جو ماؤں کے متعلق ہیں۔ نبی کی وفات کے بعد نبی کی بیوی سے نکاح اسی طرح حرام ہوتا ہے۔ جس طرح کہ سگی ماں سے لیکن استاد یا خلیفہ کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔ اور خلفاء کی بیویوں کا خلفاء کی وفات کے بعد نکاح کرنا ثابت ہے۔ پس ام المومنین کی اصطلاح انبیاء کی بیویوں کے ساتھ ہی تعلق رکھتی ہے۔ ہاں استاد کی بیوی کو خلیفہ کی بیوی کو والدہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر ام المومنین نہیں کہہ سکتے۔ ام المومنین کسی اور کی نسبت ایسا لفظ استعمال کرنا شریعت کے خلاف ہے ؛

آخر الزمان اور آخری نبی میں فرق

اسی طرح ایک اور سوال ہے ہمارے کسی اخبار میں حضرت صاحب کو آخر الزمان نبی لکھا گیا ہے۔ ایک صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ کہ جب رسول کریم آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں۔ تو پھر ایسا کیوں لکھا گیا۔ کیوں نہیں ظلی بروزی امتی نبی لکھا جاتا۔ میرے نزدیک معترض کی غلطی ہے۔ کیونکہ نبی کریم کے زمانہ کو کسی نے آج تک آخری زمانہ نہیں قرار دیا۔ بلکہ مسیح موعود کے زمانہ کو سب نے آخری زمانہ قرار دیا ہے۔ پس نبی کریم آخر الزمان نبی نہیں ہیں۔ ہاں آخری نبی ضرور ہیں۔ ان معنوں سے کہ آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں۔ آخر الزمان نبی الگ معنے رکھتا ہے۔ اور آخری نبی الگ۔ اور پھر آخر الزمان نبی کی تو ایک ایسی اصطلاح ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں استعمال کی جاتی تھی۔ خود مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کو آخر الزمان نبی لکھا ہے ہاں اگر کوئی آخری نبی کے معنوں میں آخر الزمان نبی کے لفظ کو استعمال کرتا ہے۔ یا خاتم النبیین کا لفظ حضرت صاحب پر استعمال کرتا ہے۔ تو وہ ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ایک [illegible] ہے جو صرف نبی کریم کے لئے مخصوص ہے۔ اسی طرح آنحضرت کا لفظ بھی حضرت نبی کریم کیلئے مخصوص ہو گیا ہے۔ میں جائز نہیں سمجھتا کہ دوسرے پر اس لفظ کو بھی استعمال کیا جائے۔ متروجہ اصطلاحوں کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ اگر ان کو بگاڑا جائے۔ تو پھر شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس سے کون مراد ہے ؛

احتیاط ضروری ہے

چونکہ مسلمانوں میں عرصہ سے یہ مشہور ہو چکا ہے۔ کہ نبی کریم آخری نبی ہیں اس لئے پسندیدہ امر نہیں۔ کہ حضرت صاحب کو آخری نبی کہا جائے [illegible] اعتراض سوجھا ہے۔ ان کو تو اس وقت [illegible] کرنا چاہیئے تھا۔ جبکہ حضرت کی زندگی میں آخر الزمان نبی [illegible] کہا جاتا تھا۔ اگر وہ کہیں۔ کہ اس وقت اس سے [illegible]

مراد غیر شرعی ظلی بروزی نبی ہوتی تھی۔ تو میں کہتا ہوں اب کس نے کہا۔ کہ حضرت صاحب شرعی نبی ہیں۔ اور ظلی بروزی نہیں۔ اگر کوئی ایسا کہتا ہے۔ تو وہ اسلامی اصطلاح کی ہتک کرتا ہے۔ اگر کوئی نادان یہ کہے۔ کہ ہم نبی کے ساتھ امتی ظلی بروزی کا لفظ کیوں نہیں لگاتے۔ خالی نبی کیوں استعمال کرتے ہیں۔ تو یہ ایک غلط خیال ہے۔ ہر جگہ ان الفاظ کے بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ کیا ہم رسول کریم کے ساتھ ہر جگہ خاتم النبیین اور شرعی نبی وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ پس جب ہم نے بحثوں کی وجہ سے اپنے عقائد کا پورا پورا اظہار کر دیا ہے۔ تو ہمیں بار بار تشریح کی ضرورت نہیں۔ ایک دفعہ زید کی نسبت جب ہم نے سید ہونے کا اظہار کر دیا۔ تو کیا صرف زید کرکے پکارنے سے یہ لازم آئیگا۔ کہ ہم اس کے سید ہونے کے قائل نہیں رہے یا ایک شخص کو ہم نے پٹھان تسلیم کر لیا۔ تو کیا اس کے نام کے ساتھ خانصاحب نہ پکارنے سے یہ لازم آجائیگا کہ ہم اس کو پٹھان تسلیم نہیں کرتے ؛

ہم نے اپنے عقائد کی تشہیر کر دی ہے

پس جب ہم نے تمام اصطلاحات کی تعریف اور تنقید کر دی۔ تو پھر جس وقت بھی ہم صرف نبی کہتے ہیں۔ اس تعریف کے ماتحت مفہوم ہوتا ہے۔ ہمارے عقائد ہم سے الگ نہیں۔ ہم رسول کریم کو ماحی حاشر عاقب مانتے ہیں۔ مگر کیا ہر دفعہ ان کے نام کے ساتھ ان ناموں کو ہم بولتے ہیں۔ گو ہم موقعہ محل پر ان کو بھی بولتے ہیں۔ اور استعمال میں لاتے ہیں۔ معترض صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرت صاحب کی نبوت کا منکر نہیں۔ کیونکہ میری موجودگی میں حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا۔ یا ایہا النبی اطعموا الجائع والمعتر۔ پھر تو وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ خدا نے بھی ظلی بروزی کے بغیر صرف نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور حضرت صاحب نے تو بکثرت اپنی نسبت خالی نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اگر وہ کہیں۔ کہ ہم اس سے ظلی بروزی نبی سمجھتے تھے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ بندہ خدا ہم کب نبی کا لفظ بول کر حضرت صاحب کو شرعی نبی [illegible] (اگلا حصہ خطبہ کا پہلے شائع کر دیا گیا ہے) (حافظ)

توجیہ خطیب

ایک صاحب کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ ڈیرہ غازیخان میں ایک پیغامی مبلغ صاحب نے خطبہ میں حضرت عائشہ کے قول "قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ" کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔ کہ تم قرآن کا لفظ خاتم النبیین چھوڑ کر حدیث کا لفظ لا نبی بعدہ نہ بولا کرو۔ ورنہ دونوں کے معنے ایک ہی ہیں۔ کیونکہ صحابہ خاتم النبیین کا لفظ بھلا بیٹھے تھے۔ سبحان اللہ کیا ہی عجیب توجیہ ہے۔ بھلا صحابہ اگر اس لفظ کو بھلا بیٹھے تھے۔ تو کیا نبی کریم کو بھی یاد نہ رہا تھا۔ اور اگر صحابہ حدیث کا لفظ بولنے میں غلطی کرتے تھے۔ تو نعوذ باللہ حضرت نے بھی غلطی کی۔ اور اگر دونوں لفظ برابر تھے۔ تو آنحضرت نے ایک ہی کی پیشگوئی کیوں کی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اسکی قائل کیوں ہوئیں۔ اور انا آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد ..

سلسلہ احمدیہ کا واحد ماہوار رسالہ

اردو ریویو آف ریلیجنز

یہ وہ رسالہ ہے۔ جس میں اسلام و احمدیت کی تائید اور اندرونی و بیرونی مخالفین کے مذہب پر تنقید علمی رنگ میں ہوتی ہے۔ نہایت بیش بہا مذہبی معلومات کی مجموعہ ہر مسلمان کو عموماً اور ہر احمدی کو خصوصاً اس کی خریداری فلاح دارین کے لئے ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس وقت توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس رسالہ کی اعانت دمالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہو۔ اپنی ہمت دکھلائیں"

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ

"اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو اس قدر دس ہزار خریدار کچھ بہت نہیں"

پس کیا مجھے احباب سلسلہ احمدیہ کے مخلص جوانمردوں سے امید نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اس موقعہ مبارک پر کم از کم ایک خریدار ضرور مہیا کر دے گا۔ کیونکہ اس وقت ریویو اردو کی حالت ایسی بھی نہیں۔ کہ وہ اپنے اخراجات کو نکال سکے۔ ۴۸ صفحے حجم پر یہ رسالہ نہایت باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ اور اس میں ایسے مضامین دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو ناظرین کے مذہبی معلومات میں اضافے کا موجب ہوں۔ اور مناظرے و تبلیغ میں کام آئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو اس رسالہ کی توسیع اشاعت کا یہاں تک خیال ہے۔ کہ اپنا چلتا رسالہ تشحیذ الاذہان بھی بند کرا دیا۔ تا کہ جماعت کی توجہ صرف اسی ایک رسالہ کی طرف پوری پوری رہ سکے۔ مگر احباب کرام نے ابھی پوری توجہ نہیں دی۔ اس لئے مکرر سہ کرر احباب سلسلہ احمدیہ سے عرض کی جاتی ہے۔ کہ وہ رسالہ ریویو اردو کے خود فرداً فرداً خریدار بنیں۔ اور دوسروں کو بنائیں۔ ناخواندہ احباب پڑھوا کر سن سکتے ہیں۔ قیمت سالانہ تین روپے ؛ طلباء و غیر احمدیوں کے لئے دو روپے آٹھ آنے ؛

مینجر رسالہ اردو ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان۔ پنجاب

(باہتمام عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)